

Classic Urdu Material

اسلام علیکم !!!

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنف / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔
بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنف / مصنف کی اجازت کے
بغیر نقل نہیں کر سکتا۔

نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود
ذمہ دار ہوگا۔

نوٹ:

ہمیں اپنی ویب سائٹ کلاسیک اردو میٹیریل کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا
ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا
استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page:

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

ان شاء اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔
مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

شکریہ

انتظامیہ کلاسیک اردو میٹیریل

زینی اور زارون از قلم کائنات شمشاد

مکمل ناول

زارون بیٹا کب تک بچے بنے رہو گے، تمہاری پڑھائی کمپلیٹ ہو گئی، جاب لگ گئی، اب تو اپنے فیصلے خود لیا کرو، آخر کب تک میں تمہاری شاپنگ، پڑھائی، جاب ہر چیز کا ڈیسیجن لوں گی۔ رانیہ بیگم اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے بولی۔

وہ بھی کیا کرتی، زارون حیدر ان کی اکلوتی اولاد تھا، اور بچپن سے ہی وہ ماں کے بہت نزدیک تھا، کیونکہ حیدر صاحب بزنس میں بہت مصروف رہتے تھے، کوئی اور بہن بھائی تھا نہیں، گھر میں اسے صرف ماں میسر تھی، اور وہ ماں کے نزدیک ہوتا چلا گیا، بچپن میں جب رانیہ بیگم اسے اپنے ساتھ شاپنگ پر لے کے جاتی، اور پوچھتی۔

زارون کون سا لو گے، وائٹ والا، یا بیلو والا؟

وہ الٹا ماں سے پوچھتا۔

مما آپ کو کون سا پسند ہے؟

مجھے تو وائٹ والا زیادہ پسند ہیں۔

بس پھر مجھے بھی وہی پسند ہے -

زارون کا جواب سنتے ہی رانیہ بیگم خوشی خوشی وہ جوڑا خرید لیتی، جوتے خریدتے وقت بھی یہی ہوتا۔

لیکن چند بار کے بعد رانیہ بیگم سمجھ گئی، کہ زارون ہمیشہ وہی چیز لیتا ہے، جو انہیں پسند ہوتی ہیں -

پھر انہوں نے زارون کو سمجھایا -

بیٹا آپ وہ چیز لیا کرو، جو آپکو پسند ہو، جو آپ کو اچھی لگے -

مما آپ کی پسند زیادہ اچھی ہے، مجھے آپ کی پسند کی ہوئی چیز زیادہ اچھی لگتی ہیں، اس لیے میں آپ کی پسند کی ہوئی چیزیں ہی استعمال کروں گا -

زارون کی فرما برداری سے رانیہ بیگم بہت خوش ہوئی، اور آئندہ وہی اس کے لیے شاپنگ کرنے لگی -

زارون چودہ سال کا تھا، جب حیدر صاحب ایک پلین کریش میں رانیہ اور زارون کو اکیلا چھوڑ گئے -

بے شک حیدر صاحب مصروف بہت رہتے تھے، مگر ان کے ہونے کا احساس تو تھا، لیکن اب ان کے سر کا سائبان چھین گیا تھا -

اس حادثے کے بعد زارون ماں کے زیادہ قریب ہو گیا تھا -

برزنس ملازموں کے رحم و کرم پے آگیا تھا، کیونکہ رانیہ بیگم کو برزنس کی کوئی سمجھ بوجھ نہ تھی، وہ ایک ہاؤس وائف تھی، برزنس چلانا ان کے بس کا کام نہ تھا۔

ایک سال بعد ہی نقصان ہونے کی صورت میں انہوں نے برزنس بیچ دیا، جب مالک نارہا، تو کاروبار فائدے میں کیسے جاسکتا تھا۔

حیدر صاحب اکلوتے تھے، جب کے رانیہ بیگم کا ایک بہن ایک بھائی تھا۔

بھائی ملک سے باہر تھا، برزنس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا، نتیجتاً برزنس بک گیا۔

برزنس کو بیچ کر رقم رانیہ بیگم نے بینک میں رکھوا دی تھی، جس سے ان کا اور زارون کا خرچ بہت اچھی طرح چلنے لگا۔

زارون اب کالج میں آگیا تھا، اب بھی اس کی شاپنگ رانیہ بیگم ہی کرتی تھی، سبکیٹ بھی اس نے ماں کی پسند کے رکھے تھے۔

رانیہ بیگم نے کافی کوشش کی، لیکن زارون کو نابل سکلی۔

وقت اپنی مخصوص رفتار سے گزرتا رہا۔

زارون کی پڑھائی ختم ہو کے اس کی جاب لگ گئی، مگر وہ ابھی تک ویسے ہی ماں کا پلو پکڑے ہوئے تھا۔

اس کے دونوں دوست علی اور رضا اس کا بہت مزاق اڑاتے، مگر وہ پھر بھی نا سدھر سکا، اب تو رانیہ بیگم اکثر اس پے غصہ کرتی۔

جاؤ اپنے کپڑے خود خرید کے لاؤ۔

مگر وہ مانتا ہی نا تھا۔

سب ٹھیک چل رہا تھا، کے ایک دن دوپہر کے وقت زارون ماں کی بی پی کی دوائی لینے میڈیکل اسٹور جا رہا تھا، کے اس کے قریب ایک بائیک آ کے روکی، جس میں دو لڑکے سوار تھے، پیچھے والے لڑکے نے بائیک سے اترتے ہی اس پر گن تان لی، اور بولا۔

اپنا بٹوا اور موبائل نکال جلدی سے۔

دوپہر کا وقت، اور اوپر سے سخت گرمی روڈ سنسان تھا، جس کا فائدہ اٹھا کے یہ لڑکے اسے لوٹ رہے تھے۔

زارون گن دیکھتے ہی کاپنے لگا، اس نے جیب سے بٹوانکال کر دے دیا۔
اوشانے موبائل بھی نکال۔

موبائل نہیں دوں گا، زارون گھبراتے ہوئے بولا۔

تیرا تو باپ بھی دے گا، چل نکال جلدی، ورنہ گولی مار دوں گا۔
لڑکا زارون کے ماتھے پے گن رکھتے ہوئے بولا۔

نہیں موبائل نہیں، وہ ممانے برتھ ڈے پے گفٹ کیا تھا۔

اے کیوں ٹائم ضائع کرتا ہے، دے جلدی۔

زارون کوٹس سے مس نا ہوتے دیکھ کر بائیک والے نے خود ہی اس کی پاکٹ سے موبائل نکال لیا، اور پلٹ کے جانے لگا، جب زارون نے پیچھے سے اس کا موبائل والا ہاتھ پکڑ لیا۔
میرا موبائل واپس دو۔

زارون اس کے ہاتھ سے موبائل چھیننے کی کوشش کر رہا تھا، جب بائیک پے موجود دوسرا لڑکا بھی اپنے ساتھی کی مدد کو آ گیا۔

اس سے پہلے کے وہ دونوں زارون سے موبائل چھیننے میں کامیاب ہوتے، وہاں ایک لیسٹ ماڈل کی ون ٹو فائیو آ کے لکی۔

تینوں کا دھیان بائیک پر گیا، بائیک سوار نے جب ہیلمٹ اتارا، تو تینوں کی آنکھیں پھٹ گئی، حیرانی سے۔

بائیک سوار لڑکی نے ہیلمٹ بائیک پر لٹکایا، اور نیچے اتری، وہ ایک بیس بائیس سالہ لڑکی تھی، جس کا رنگ گورا، نیلی آنکھیں، کسی بھی لپ اسٹک سے پاک گلابی ہونٹ، شولڈر تک کٹے ہوئے بال، وہ چیونگم چباتے ہوئے، ان تینوں کی طرف بڑھی۔

تینوں کھڑے مزے سے لڑکی کا نظارہ کر رہے تھے، جب لڑکی نے آگے بڑھ کے زارون کے منہ پر مکہ مارا۔

شرم نہیں آتی، لوٹ مار کرتے ہوئے؟

زارون لڑکھڑا کر رہ گیا، اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا، موبائل چھیننے والا لڑکا فخر سے بولا۔

یہ ہمیں نہیں، ہم اسے لوٹ رہے تھے۔

ہٹا کٹا ہو کے لوگوں کو لوٹتے شرم نہیں آتی؟ کہتے ہوئے اس نے ایک زوردار لات اس کی ٹانگوں کے پیچ میں ماری۔

وہ لڑکا زمین پر گر کے تڑپنے لگا، موبائیل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کے نیچے گر گیا۔
اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ کر دوسرے نے اس لڑکی پر وار کیا، مگر وہ جھکائی دے کر اپنے آپ کو بچا گئی۔ اور مڑ کے اس کا سر پکڑا اسی کی بائیک میں دے مارا۔

زارون منہ کھولے لڑکی کے کارنامے دیکھ رہا تھا، لڑکے کا سر جب بائیک میں لگا، تو وہ ہر بڑا کے ہوش میں آیا، جلدی سے اس نے زمین پر پڑا اپنا موبائیل اٹھایا، اور روڈ کے پار پارک کی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف بھاگا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے گاڑی فل اسپید پر چھوڑ دی، وہ جلد از جلد یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

وہ پہلی بار ایسی لڑکا لڑکی کو دیکھ رہا تھا، جو بنا ڈرے دو لڑکوں سے بھیڑ گئی، ان لڑکوں کی درگت بنتے دیکھ کر وہ بھی اس سے خوفزدہ ہو گیا تھا، جیسی وہاں سے بھاگ آیا۔
ایک ہفتے بعد۔

وہ آفس کی میٹنگ سے فارغ ہو کر اپنے پسندیدہ ریسٹورنٹ میں آیا، اور کھانے کا آرڈر دیا۔

اے تیرے جیسا آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا، اپنے قریب ہی ایک بے تکلف آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

اور بے اختیار اپنے دائیں جانب دیکھا، تو اس کا خون خشک ہو گیا۔

اس دن والی غنڈی اس کے سر پر کھڑی اسے گھور رہی تھی، زارون کی تو سٹی پی گم ہو گئی، لیکن اس گم سٹی کے ساتھ بھی اس نے دیکھ لیا، آج اس کی آنکھیں ہری تھی۔ جی۔۔۔ میں نے کیا کیا؟ وہ گھبرا کے کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

ہاں تو تو جیسے بڑا معصوم ہے، تیرے کو تو پتا ایچ فی، ایک لڑکی کو اکیلا غنڈوں میں چھوڑتے ہوئے تجھے شرم نہیں آئی۔

وہ سامنے کرسی پر بیٹھ کر اطمینان سے بولی، اور اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اس کی بات، اور لینگویج دونوں سن کے زارون حیران رہ گیا، اور دل میں بولا۔

ایک غنڈی کو میری مدد کی کیا ضرورت۔

ارے اب کیا مراقبے میں چلا گیا، جواب دے؟

جی، آپ۔۔ آپ کو میری مدد کی کیا ضرورت، آپ تو خود بہت اچھا لڑتی ہے۔

ہاں صبح کہا، مجھے تیری مدد کی ضرورت نہیں تھی، لیکن میں نے تجھے بچایا، تجھے میرا شکریہ تو ادا کرنا تھا۔

جی۔۔ جی آپ کا بہت بہت شکریہ۔

زارون نے فوراً شکریہ ادا کر کے اپنی جان چھڑانی چاہی، مگر وہ جانے کے موڈ میں نہیں تھی، آرام سے بیٹھی اس کا جائزہ لیتی رہی، اتنے میں ویٹر کھانا لے آیا۔

ایسا کرو، ایک پلیٹ سیج کباب اسپرٹ اور دو روٹیاں لے آؤ۔

وہ چکن کڑھائی رائے سلاد پر نظر ڈال کر بولی۔

شروع کرو نا، کس کا انتظار ہے؟

زارون جو ہونقوں کی طرح اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا، ابھی اس نے کھانے کی دعوت بھی نا دی تھی، کہ وہ اپنے لیے کھانا آڈر کر کے، اس کے منگوائے کھانے کو کھاتے ہوئے، اسے بھی کھانا شروع کرنے کا کہہ رہی تھی، عجیب لڑکی تھی۔

اوہ میں نے اب تک تمہارا نام تو پوچھا ہی نہیں، اور نا ہی تم نے میرا نام پوچھا ہے، تمہاری جگہ کوئی اور لڑکا ہوتا، تو اب تک نام نمبر سب پوچھ چکا ہوتا، تم تو ضرورت سے زیادہ ہی شریف لگتے ہو۔

زارون جیسے کھانا آڈر کرتے ہوئے سخت بھوک لگی تھی، اب جیسے تیسے منہ میں نوالے ڈال رہا تھا، کہ اس کی فی بات سن کر حیرانی سے اس کا منہ دیکھنے لگا۔

عجیب لڑکی ہے، گلے پڑی جا رہی ہیں، ٹھیک ہے بھئی مدد کی تھی، تو اس کا شکریہ ادا کر دیا، اب تو کھانا بھی کھلا دیا، اور بل بھی پے کر دوں گا، اب تو جان چھوڑ دے۔

کیا ہوا کن خیالوں میں کھو گئے؟ اتنا تو فلم کی ہیروئین ہیرو کے خیالوں میں گم نہیں ہوتی ہو گی، جتنا تم بیٹھے بیٹھے گم ہو جاتے ہو۔ اب نام بتا بھی دو۔

زارون۔۔۔ اس سے پہلے کے اس کی زبان مزید چلتی، وہ فوراً بولا۔

واہ زارون۔۔۔ تو میں ہوں زینی، اس نے فوراً اپنا تعارف کروایا۔

تم تو کافی ہینڈسم ہو، وہ کھانا کھاتے ہوئے اس کا مکمل جائزہ لے کر بولی۔

چھ فٹ قد، گورا رنگ، آنکھوں پر باریک نظر کا چشمہ، کسرتی جسم، اسے خوب مردوں میں شامل کر رہے تھے۔

ارے تم تو لڑکیوں کی طرح شرمارہے ہو۔

زینی کی بات پر جب اس کے گال گلابی ہوئے، تو وہ فوراً بولی۔

شرماتا کیوں نہیں، پہلی بار کسی لڑکی نے تعریف کی تھی، اور لڑکی بھی کوئی عام نہیں، ہمارے ہیرو کی تو نکل پڑی۔

اس سے پہلے کے دونوں کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، زارون کا فون بجنے لگا۔

میں ابھی آیا، کہہ کر وہ ایک سائیڈ پے چلا گیا، کیونکہ اس نے ابھی تک برائے نام ہی کھانا کھایا تھا۔

زینی اپنا کھانا ختم کر کے کافی دیر اس کا انتظار کرتی رہی، پھر تھک کر وہاں سے چلی گئی۔

چند دن بعد

زارون نے جیسے ہی گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کیا، کوئی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھول کر فوراً ہی اندر آ بیٹھا، زارون نے گھبرا کے جیسے ہی گردن موڑی، وہ بہت پریشان ہو گیا۔
سامنے ہی زینی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں جتنا اس چڑیل سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں، یہ اتنا ہی میرے راستے میں آتی ہیں۔

وہ دل ہی دل میں بولا، منہ پے بول کے۔ اس سے اپنا جبراً تروانا تھا، جانتے بوجھتے اس برو سلی کی بہن سے کون پینگے لیتا۔

آج میں تم سے حساب بے باک کرنے آئی ہوں۔
کیسا حساب، میں کچھ سمجھا نہیں۔

زارون تو حساب والی بات سن کے ہی پریشان ہو گیا، کھانا میں نے کھلایا، اور تو اور بھاگتے بھاگتے بھی بل دے کر گیا، اب اور کون سا حساب رہ گیا۔

اس دن تم نے کہا، میں ابھی آتا ہوں، میں آدھے گھنٹے تک وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتی رہی، مگر تم واپس ہی نہیں آئے؟

زینی کے شکوے پر زارون بوکھلا کر رہ گیا۔

وہ۔۔ وہ مجھے بہت ضروری کام تھا، اس لئے جانا پڑا۔

کام تھا، یا مجھ سے جان چھڑا کر بھاگے تھے؟ وہ یقین سے بولی۔

نہیں۔۔ نہیں سچ میں کام تھا۔

کیا یاد کرو گے، جاؤ معاف کیا۔ موبائل کہاں ہے تمہارا، جلدی سے نمبر ملاؤ۔
کس کا نمبر؟

تم مجھے دو، میں خولاتی ہوں، کہہ کر زبانی نے نمبر ڈائل کیا، اور کچھ دیر میں اپنے کام سے فارغ ہو کے اسے موبائل واپس دے دیا۔

اس جہنم میں تو تم نے میرا نمبر لینا نہیں تھا، تو میں نے خود ہی سیو کر دیا۔
مجھے واپس آفس جانا ہے، دیر ہو رہی ہیں۔

زارون آج پھر چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے پھسلنا چاہتا تھا۔

دل تو نہیں چاہ رہا، لیکن خیر جاؤ، خدا حافظ۔ بول کر وہ گاڑی سے اتر گئی۔

اس کے اترنے کی دیر تھی، وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔

پتا نہیں کیوں، تجھے اپن سے دور جانے کی پڑی رہتی ہیں، وہ دھول اڑاتی گاڑی پے نظر جما کے بولی۔

دو دن بعد

رات کے دس بج رہے تھے، جب رانیہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے دودھ کا خالی گلاس لیا، اور
کہا، اب جا کے آرام کرو، میں بھی سونے جا رہی ہوں۔

زارون جیسے ہی بیڈ پے لیٹا، اس کا فون بجنے لگا، سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کے نمبر دیکھا، تو جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

زینی کالنگ۔

نہیں اٹھاؤں گا، مجھے اس سے بات نہیں کرنی، لیکن کب تک، تیسری بیل پے غصے میں آ کے فون اٹھا ہی لیا۔

آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہیں؟

کال اوکے کرتے ہی وہ چلایا۔

ریلیکس۔۔ تم مجھے اچھے لگتے ہو، میرا دل چاہتا ہے۔ تم سے بات کروں۔

دیکھیں، میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں۔

جانتی ہوں، اسی لیے تو تم مجھے پسند ہو۔ آج کل کے لڑکوں سے بالکل الگ، شریف اور معصوم۔

آپ مجھے بے وقوف بنا رہی ہیں؟

نہیں اظہارِ پسندیدگی کر رہی ہوں۔

دیکھیں، مجھے آپ سے دوستی نہیں کرنی، مہربانی کر کے دوبارہ مجھے کال مت کیجیے گا، خدا حافظ۔

یہ لڑکی ضرور مجھے بے وقوف بنا رہی ہیں، پر میں اسے خود سے کھیلنے نہیں دوں گا، اور اگر ماما کو

پتا چل گیا، میری کسی لڑکی سے دوستی ہے، تو میں ان کی نظروں سے گر جاؤں گا۔

نہیں ایسا نہیں ہوگا، میں نے اسے منع کر دیا ہے، وہ مجھے دوبارہ کال نہیں کرے گی۔

دوسرے دن

شام کے وقت وہ ماما کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا، کے موبائل کی میسج ٹون بجی۔

سیل اٹھا کر دیکھا، تو کانوں سے دھواں نکل گیا، یہ تو اچھا ہوا، کے اس نے موبائل اٹھانے

سے پہلے چائے کا کپ میز پر رکھ دیا تھا، ورنہ ضرور اسے اچھو لگ جاتا۔

فوراً نظر اٹھا کر ماں کی طرف دیکھا، تو ان کا دھیان ٹی وی کی طرف تھا، ورنہ چہرے پر اڑتی

ہوائیاں دیکھ کر ضرور پوچھتی۔

کیا ہوا ہے؟

دوبارہ نظر میسج پر ڈالی۔

اپن بولا تو میرا چھیلا

وہ بولا پھنکتی ہے سالی

اپن جب بھی سچی بولتا ہے

اس کو ہمیشہ اٹیج جھوٹ لگتا ہے

وہی لفظ تھے، کچھ نہیں بدلہ تھا، دوسری بار میں بھی، اس نے میسج ڈیلیٹ کر کے زینی کو

بلاک کر دیا پتا نہیں یہ لڑکی اور کیا کیا کرنے والی تھی۔

نمبر بلاک کر کے وہ آرام سے چائے پینے لگا۔

رات کو اسے ان نون نمبر سے کال آئی، تو اس نے کال ریسو کر لی۔

میں شام سے انتظار کر رہی ہوں، تمہارے جواب کا۔

زینی کی آواز سن کر وہ اچھل پڑا، اسے تو لگا تھا، نمبر بلاک کر دیا، جان چھوٹی۔

لیکن اب پتا چلا، یہ بلا اتنی آسانی سے جان نہیں چھوڑے گی۔

میں آپ کو بتا چکا ہوں، میں ایسا لڑکا نہیں ہوں، میں لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا۔

بات دوستی سے اوپر کی ہے بے وقوف۔

آپ میرا پیچھا چھوڑ دے، میری منگنی ہونے والی ہے، صوفیہ سے۔

کون ہیں یہ صوفیہ، کیوں پیدا ہوئی یہ صوفیہ، اور اگر ہو ہی گئی تھی، تو تم سے کیوں منگنی کر رہی ہیں صوفیہ۔

زینی کا تلملانا زارون کو مزادے گیا۔ جب سے ملی تھی، نیندیں حرام کی ہوئی تھی۔ اب اپنا ٹائم آیا ہیں۔

میری خالہ کی بیٹی ہے صوفیہ جس سے میرا رشتہ طے ہو رہا ہے۔

جواب دے کر زارون نے کال کاٹ دی، ابھی کل ہی تو صوفیہ کے بارے میں رانیہ بیگم نے

اس کی رائے پوچھی تھی، اور اس نے سب کچھ ان پے چھوڑ دیا تھا۔

آج اس کے چین سے سونے کی اور زینی کے جاگنے کی باری تھی۔

زینی کا گھر

زینی بیٹا تمہیں کتنی بار کہا ہے، گارڈ کو اپنے ساتھ رکھا کرو، تم مانتی کیوں نہیں ہو۔
ڈیڈ آپ جانتے ہیں، میں بلیک بیلٹ ہوں، مجھے گارڈ کی ضرورت نہیں ہے، اور ویسے بھی میں
آپکی بیٹی نہیں بیٹا ہوں۔

زینی نے لاڈ سے احمد صاحب کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے کہا۔
ہاں۔۔۔ ہاں یہ تو لڑکا ہے، اس کی بارات نہیں آئے گی، بلکہ یہ کسی کے گھر بارات لے کر
جائے گی، نوری بیگم جل کر بولی، انہیں ہمیشہ غصہ آتا تھا، زینی کی حرکتوں پر، کسی بات کو
سیریس ہی نہیں لیتی تھی۔

واہ ماں کیا آئیڈیا دیا ہے، اپن سچ میں بارات لے کے جائے گا، اور اپنا دولہا بیاہ کر لائے گا۔
زینی تم پھر سے وہی زبان بولنے لگی، تمہیں کتنی بار سمجھانا پڑے گا، اس واہیات لینگویج کا پیچھا
چھوڑ دو۔

زینی انڈین فلموں سے بہت متاثر تھی، خاص طور پر ٹیوری لینگویج والی فلمیں۔
وہی سے اس نے یہ زبان سیکھی تھی، لیکن نوری بیگم کے بار بار ڈانٹنے پر اس نے بولنا چھوڑ دیا
تھا، لیکن پھر بھی کبھی کبھی زبان پھسل جاتی۔

شوگر مل والے علی صاحب تمہارا رشتہ مانگ رہے ہیں۔
ڈیڈ آپ صرف اپنی وزارت سمجھالے، رشتے کے چکر میں نا پڑے۔
کیوں تمہاری نظر میں کوئی ہے کیا۔

ڈیڈ وقت آنے لے سب بتا دوں گی -

احمد آپ کی دی ہوئی ڈھیل ہے جو یہ لڑکی اتنی خود سر ہو گئی ہے ، کہیں اپنا کوئی نقصان نا کر لے -

فضول کے وہم مت پالو ، میری بیٹی بہت سمجھدار ہے ، احمد صاحب کے تسلی دینے پر نوری بیگم خاموش ہو گئی -

شام کے وقت

مولوی صاحب میرے ساتھ چلے -

کہاں چلنا ہے بیٹا -

ایک نکاح کروانا ہے ، جلدی گاڑی میں بیٹھے -

لیکن بیٹا -

لیکن ، اگر مگر ، سب گاڑی میں پوچھ لینا ، اب چلے - وہ گاڑی کے کھلے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی -

مولوی صاحب کے بیٹھتے ہی فوراً گاڑی اسٹارٹ ہو گئی -

کیا گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کا نکاح کرانا ہے ، بلاخر مولوی صاحب کو کچھ کچھ صورت حال کا اندازہ ہو گیا -

ایسا ہی سمجھ لے مولوی صاحب -

وہ گاڑی چلاتے ہوئے لاہرواہی سے بولی -

میں کوئی نکاح نہیں پڑھاؤں گا، مجھے نیچے اتارو۔

مولوی صاحب نکاح پڑھانا ثواب کا کام ہے، اور میں آپ کو اچھے پیسے دوں گی -

یہ لے ہم پہنچ گئے، وہ گاڑی ایک طرف روک کر بولی -

ارے ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

تمہیں نے تو کہا پہنچ گئے، اس لیے نیچے اتر رہا ہوں -

ابھی نیچے اترنے کا ٹائم نہیں آیا، یہی بیٹھے رہے، وہ سامنے والے گھر پے نظر جما کے بولی -

یہ چکر کیا ہے لڑکی، مجھے صاف صاف بتاؤ۔

افواہ مولوی صاحب آپ بولتے بہت ہیں، کوئی چکر نہیں ہے، بس کچھ دیر میں اندر چلیں گے

، فکر نا کریں، انتظار کے آپ کو الگ سے پیسے دوں گی -

اتنے میں سامنے والے گیٹ سے ایک عورت نکل کر دوسری سائیڈ چلی گئی -

چلیں مولوی صاحب اندر جانے کا ٹائم ہو گیا ہے -

اتفاق سے دروازہ کھلا ہوا تھا، لان سے گزر کے وہ لاؤنج میں داخل ہوئے -

مولوی صاحب آپ یہاں بیٹھے، اور ٹی وی دیکھیں، میں ابھی آئی -

ریموٹ سامنے ٹیبل سے اٹھا کے مولوی صاحب کو دیا، اور خود سامنے بنے ہوئے کمروں میں

جھانکنے لگی -

بلاخر ایک کمرے میں اسے اپنی مطلوبہ چیز نظر آ ہی گئی۔
کمرے کا دروازہ کھلنے پر اس نے سر اٹھا کے دیکھا، تو آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔
آپ۔۔ آپ یہاں۔

آنا پڑا، تمہاری بارات لے کر، وہ اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔
کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ میں اپنے ساتھ مولوی صاحب کو لائی ہوں، ابھی اسی وقت ہمارا نکاح ہوگا۔
تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا، میں کوئی نکاح نہیں کروں گا۔
اگر تم نے مجھ سے نکاح نہیں کیا تو میں خود کو شوٹ کر لوں گی۔
زینی نے پرس سے گن نکال کر کنپٹی پے رکھی۔
نہیں۔۔ نہیں پلیز ایسا مت کرو۔

گن دیکھ کے زارون بہت گھبرا گیا، اس نے کب سوچا تھا، کہ اس کی زندگی میں ایسی فلمی
سچویشن آئے گی۔

ٹھیک ہے پھر مجھ سے نکاح کر لو۔

میں ایسے کیسے نکاح کر سکتا ہوں۔

ٹھیک ہے پھر مجھے مرنے دو، زینی گولی چلانے لگی، جب زارون نے اسے روک دیا۔

میں نکاح کرنے کو تیار ہوں، خود کو کوئی نقصان مت پہنچانا۔

زینی نے گن واپس پرس میں رکھی، اور زارون کو مولوی صاحب کے پاس لے آئی۔
مولوی صاحب دلہا آگیا، نکاح شروع کریں۔

مولوی صاحب جو پوری طرح ٹی وی میں مگن تھے، ہوش میں آئے، اور زارون کا سر سے پیر تک جائزہ لیا۔

بیٹھ جاؤ نکاح شروع کرتا ہوں۔

زارون مولوی صاحب کے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور زینی سامنے والے صوفے پر۔

نکاح ہوتے ہی مولوی صاحب بولے، میری فیس دو، میں جاؤں، زینی نے پرس میں سے ایک گڈی نوٹوں کی نکال کر مولوی صاحب کو دی۔ اور بولی۔

زارون کھانا سہی، مٹھائی کے پیسے تو مولوی صاحب کو دو۔ چلو، میں دے دیتی ہوں۔ اس کے گھورنے پر خود اس کی جیب سے بٹوانکال کے جو پیسے ہاتھ میں آئے۔
وہ دے دیے۔

مولوی صاحب آپ کا ختم، آپ جائے۔

زینی آپ نے میرے ساتھ کون سی دشمنی نکالی ہے، مجھے میری مہمانی کی نظروں میں گرا کر؟

مولوی صاحب کے جاتے ہی زارون بے بسی سے بولا۔

کوئی دشمنی نہیں نکالی، بس تمہیں اپنایا ہے، ہمیشہ کے لیے۔

وہ بہت پرسکون ہو کے بولی۔

آپ جائیں یہاں سے ، مما آگئی ، تو میں کیا کہوں گا ۔
ویسے تو آنٹی ایک گھنٹے میں آئیں گی ، پارک سے ، لیکن پھر بھی میں چلی جاتی ہوں ۔
اپنا خیال رکھنا ۔

زینی کے جانے کے بعد بھی زارون وہیں سر پکڑے بیٹھا رہا ، اسے یقین نہیں آ رہا تھا ۔
اتنے فلمی انداز میں اس کا نکاح ہو گیا ہے ۔
دوسرے دن رات کو

رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے ، زارون بیڈ پے لیٹا سوچ رہا تھا ، کے مما کو اپنے نکاح کا
کیسے بتائے ۔

جب اچانک کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ۔
آپ پھر سے ؟

کل سے میں تمہاری کال میسج کا انتظار کر رہی ہوں ، کے کسی طرح تم مجھ پر غصہ نکالو ۔ لیکن
ابھی تک تم نے مجھے کچھ نہیں کہا ، تو مجھے لگا ، میں خود آ کر تمہارا غصہ ٹھنڈا کرتی ہوں ۔
زینی اس کے پاس بیڈ پے بیٹھ کر دھیرے دھیرے بولی ۔

تم نے آنٹی کو بتایا ؟

کیسے بتاؤں ، میری ہمت ۔ ہی نہیں ہے ، آج تک ہر کام میں نے مما سے پوچھ کر کیا ہے ، حتیٰ
کے کپڑے بھی ان کی پسند سے پہنتا ہوں ۔

اور آج شادی جیسے بڑے فصریلے میں ان کی مرضی شامل نہیں ۔

سب ٹھیک ہو جائے گا ، زارون کے لہجے کی بے بسی پر وہ تڑپ کے بولی ۔

ایک منٹ ، گیٹ تو بند تھا ، آپ اندر کیسے آئی ؟

یہ چھوٹے موٹے گیٹ اپن کا راستہ نہیں روک سکتے ، چھوڑو اس فالتو بات کو ، یہ کھاؤ ۔

اپنے نکاح کے چھوہارے تو ملے نہیں ، اب کیک کھا کے منہ میٹھا کر لیتے ہیں ۔

زینی کیک کا ٹکڑا اسے کھلانے لگی ، تو اس نے تھام کے خود ہی کھانا شروع کر دیا ، جلدی سے

یہ دیکھ کے زینی ہنس دی ، بہت ہی شرمیلے ہو ، کچھ دیر ہلکی پھلکی باتیں کرنے ، اور زارون کو تسلی دینے کے بعد وہ واپس چلی گئی ۔

دوسرے دن

زارون جلدی آفس سے باہر آؤ میں گیٹ پے کھڑی ہوں ۔

زینی کی بات سنتے ہی زارون باہر بھاگا ۔

زینی کا بھروسا نہیں تھا ، اس کے نا جانے پر وہ آفس آ جاتی ۔

کیا ہوا ؟ پھولی سانیسوں سے ون ٹو فائیو پر موجود زینی ۔ کو دیکھ کر پوچھا ۔

کچھ نہیں ہوا ، ہم لونگ ڈرائیو پر جارہے ہیں ، بائیک پے بیٹھو ۔

میں بائیک پر نہیں بیٹھوں گا ، اگر کسی نے دیکھ لیا ۔

اس کا حل ہے۔ میرے پاس ، یہ ہیلٹ پہن لو۔ اور دیکھنے کی خوب کہیں تم نے ، تمہارے آفس کے باہر کسی نے دیکھ لیا تو۔

ہاں۔ ہاں جلدی چلو یہاں سے ، ہیلٹ پہن کے وہ فوراً بائیک پے بیٹھ گیا۔

ادھر ادھر گھوم پھر کے دونوں سمندر پے آ گئے۔

تم نے آنٹی کو رشتے کے لیے منع کر دیا۔

نہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا ، میں ماما سے کیا کہوں۔

سمندر کنارے چہل قدمی کرتے ہوئے ، وہ زینی سے بولا۔

آنٹی سے کہو ، تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے ، اس لیے وہ کچھ ٹائم رک جائیں۔

میں کب تک رکوں گا ، کب تک چھپاؤں گا۔

کل کو اگر تم ماما کو پسند نہیں آتی ، تو میں تم سے نہیں ملوں گا۔

واہ کیا بات کر دی ، میرے معصوم ہیرو ، یعنی آنٹی کو پٹانا ضروری ہیں۔

کیا کرنا ضروری ہیں ؟ میں سمجھا نہیں۔

تم چھوڑو ، اور دیکھو ، میں آنٹی کو کیسے پھنساتی ہوں۔

زینی کہاں پھنساؤ گی ماما کو ، خبردار جو آپ نے کچھ الٹا سیدھا کیا تو ان کے ساتھ۔

زارون ایکدم پریشان ہو گیا۔

کچھ نہیں کروں گی ، بس انھوں پیار سے مناؤں گی ، اب مجھے آسکریم کھلاؤ۔

دوسرے دن

اسلام و علیکم آنٹی -

زینی شلوار قمیض میں سر پر ڈوپٹہ رکھے -

مشرقی لڑکی بننے کی پوری کوشش کر رہی تھی -

و علیکم اسلام بیٹا -

آنٹی آپ کو زحمت نا ہو تو ، آپ میری دو تین تصویریں بنا دے گی -

ہاں ہاں کیوں نہیں ، ضرور بنا دوں گی -

شکریہ آنٹی ، میں جھولے پے بیٹھتی ہوں ، آپ بنا دے -

زینی نے جھولے پے بیٹھ کے تصویریں بنوائی ، اور واپس آ کے آنٹی کے ساتھ بیٹھ گئی -

آپ نے بہت اچھی تصویریں ہے ، چلیں میں آپ کو آئسکریم کھلاتی ہوں ، آئسکریم تو آپ کو پسند

ہے نا ؟ سب لڑکیوں کو ہوتی ہیں -

ہاں ہاں بھی سب لڑکیوں کی طرح مجھے بھی آئسکریم پسند ہیں -

آنٹی ہنستے ہوئے بولی ، کیونکہ وہ فطرتاً ایک خوش مزاج خاتون تھی -

آئسکریم کھاتے ہوئے ، زینی نے نمبروں کی ادلہ بدلی بھی کر لی -

مشرقی لڑکی بن کے ساس کو پٹانے کا آئیڈیا اس نے فلم سے لیا تھا ، اور اسے یقین تھا -

وہ جلد ہی کامیاب ہو جائے گی -

زینی کا گھر

ڈیڈ مجھے آپ سے ایک ضروری بات شیئر کرنی ہے، مگر آپ وعدہ کریں، ماں کو نہیں بتائیں گے

- اب کیا گرہڑ کر دی تم نے -

ڈیڈ میں نے نکاح کر لیا ہے -

زینی مزاق مت کرو -

سچ کہہ رہی ہوں، یہ دیکھیں، زینی نے جیب سے نکاح نامہ نکال کے دیکھایا -

زینی نے سچ میں نکاح کر لیا، ماں باپ کو اس قابل بھی نہیں سمجھا کے اس لڑکے سے ملو

سکو، تم بچی ہو زینی، دولت کے لالچ میں کوئی تمہیں بے وقوف بنا رہا ہو گا -

اف ڈیڈ اتنا ایموشنل مت ہو، صرف نکاح کیا ہے، رخصتی اور باقی رسمیں آپ ہی سے کرواؤں گی

، باقی رہا دولت کا لالچ -

تو آپ اس سے مل لیں، سب پتا چل جائے گا -

کیسا ہے وہ -

اور تمہاری ماں ؟

اسے ہم دونوں مل کر سمجھا لے گے -

تم کسی دن مجھے مرواؤ گی زینی -

آپ میرے لیے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں -

زارون کا گھر

آج پھر وہ زارون کے گھر میں موجود تھی -

دو دن ہو گئے ، ہماری ملاقات نہیں ہوئی -

اور تم نے ایک کال تو دور میسج بھی نہیں کیا ، جیسی ملاقات کروں ، تو میں کروں -

اور کال بھی میں ہی کروں ، تمہیں میری کوئی پروا ہے یا نہیں زارون -

آج کل وہ بہت مصروف تھی ، شام کو آنتی کو سمندر پہ لے گئی تھی ، دن میں ڈیڈ سے بات

کرتی رہی ، اس کا خیال تھا ، کہ میں مصروف ہوں ، تو کال کر کے ہی پوچھ لے گا -

مگر اس نے کال تو دور ایک میسج کر کے اس کا حال نہیں پوچھا -

اس وقت بھی وہ تھکی ہوئی تھی ، اسے نیند بھی آرہی تھی ، لیکن اس کے باوجود وہ زارون سے

ملنے آئی ، تو اسے غصہ آگیا -

زارون خاموش تھا ، وہ چاہتی تھی ، کہ زارون کہے ، ہاں مجھے تمہاری پروا ہے -

مگر وہ تو کچھ بولا ہی نہیں -

جب تمہیں میری کوئی پروا نہیں ہے ، تو میں یہاں کیوں روکوں ، زینی اٹھ کر چلی گئی -

اور وہ دیکھتا رہ گیا ، ایسا نہیں تھا ، کہ اسے زینی کی پروا نہیں تھی -

جب سے ان - کانکاح ہوا تھا ، دھیرے دھیرے زینی اسے اچھی لگنے لگی تھی -

مگر وہ اظہار نہیں کر پاتا تھا، اب زینی کی ناراضگی کا سوچ کے سر پکڑے بیٹھا تھا۔
پارک کا منظر

وہ چپ چاپ ان کے پاس بیٹھ پڑا۔

کیا ہوا، اتنی خاموش کیوں ہو۔

میرا کیا بنے گا، کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

کیا ہوا بیٹا، کوئی پریشانی ہے؟

آئی وہ میں۔۔ میں کسی کو پسند کرتی ہوں۔

کون ہیں وہ؟

نہیں پتا، نا میں اس کا نام جانتی ہوں، نا اس کے بارے میں مجھے کچھ پتا ہے، آج تک بس دور دور سے اسے دیکھا ہیں، ایک منٹ آئی میرے پاس اس کی ایک تصویر ہے، یہ دیکھیں۔

موبائل اوپن کر کے اس نے ایک فوٹو دیکھائی۔

کیا یہ بھی تمہیں پسند کرتا ہے؟

وہ تصویر دیکھتے ہوئے بولی۔

میں نے اس سے کبھی بات نہیں کی، وہ مجھے کیسے پسند کر سکتا ہیں۔

بیٹا آپ کے بابا کیا کرتے ہیں؟

وہ وزیر ہے -

رانیہ بیگم حیران رہ گئی، وزیر کی بیٹی اور

نخرہ نام کا نہیں -

اچھا بیٹا کل شام ہم پارک میں نہیں، میرے گھر میں ملے گے، آؤ گی؟

جی آئی کیوں نہیں، ضرور آؤنگی -

لگے دن شام کو

آؤ۔ آؤ بیٹا بیٹھو، میں تمہیں کسی سے ملواتی ہوں، زارون بیٹا یہاں آؤ۔

جی ماما آپ نے بلایا، کہہ کر جیسے ہی اس نے سامنے دیکھا، ہوش گم ہو گئے -

یہ یہاں، ضرور ماما کو سب بتا دیا ہو گا، اب تو ماما مجھے چھوڑیں گی نہیں، اتنی تیز ہے، سارا الزام

میرے سر ڈال دیا ہو گا، کے میں ہی اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا -

زارون بیٹا تجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی، اسے منا لیتا، تو آج یہ دن نا دیکھنا پڑتا -

کہاں کھو گئے، اس سے ملو، یہ میری بیٹی ہے زینی -

اسلام و علیکم، زینی نے نظر جھکا کے سلام کیا -

وہ زارون کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی، اور اسے ہنسی بھی آرہی تھی، اس کے چہرے

پے ہوائیاں اڑتی دیکھ کر -

و علیکم اسلام، ماما مجھے آفس کا کام کرنا ہے، میں جا رہا ہوں -

آنٹی آپ نے مجھے کل کیوں نہیں بتایا، میں نے آپ سے جو بھی کہا، اس کے لیے سوری -
میں چلتی ہوں -

اس سے پہلے کے وہ اٹھ کے جاتی، انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھا لیا -
کہیں نہیں جاؤ گی تم، بیٹھو میرے پاس -
مجھے تم اپنی بہو کے روپ میں قبول ہو -
اب جلدی سے اپنے پیرنٹس سے ملوؤ -

باقی کے معاملات ہم بڑے طے کر لے گے - آنٹی کل رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائے
، اس طرح آپ ماں اور ڈیڈ سے بھی مل لیں گی -
نہیں، بیٹا کھانا نہیں، میں ویسے ہی آجاؤنگی -
کھانا تو آپ کو ہمارے ساتھ کھانا پڑے گا -
میں آپ کو ایڈریس میج کر دوں گی، اب میں چلتی ہوں، آنٹی خدا حافظ -
زینی کو گھر جانے کی جلدی تھی، کیونکہ اسے ڈیڈ کو بتانا تھا، کے اس نے اپنی ساس - کو کیسے
پٹایا -

زینی کا گھر

ماں ان سے ملے، یہ میری پیاری سی آنٹی ہیں -
آنٹی یہ میرے ماں اور ڈیڈ -

بہت خوشی ہوئی، آپ سے مل کے، تشریف رکھے۔

یہ میرا بیٹا ہیں زارون۔

کیسے ہیں آپ بیٹا؟ نوری بیگم نے زارون کا حال پوچھا، تو وہ شرماتا گیا، شرماتا کیوں نہیں، آخر پہلی بار بر دکھاوے کے لیے آیا تھا۔

زینی گلابی جوڑا پہنے آنکھوں میں کا جل لگائے، بہت سنجیدہ اور سوبر نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رانیہ بیگم کو فیملی اور زینی دونوں ہی بہت پسند آئے، اور انہوں نے فوراً رشتہ مانگ لیا۔

اور کیوں نا مانگتی، دو دن پہلے ہی ان کی بہن نے انہیں بتایا، کے صوفیہ زارون کو اپنا بھائی سمجھتی ہے، وہ زارون سے شادی نہیں کرے گی۔

ایسے وقت میں زینی پکے ہوئے آم کی طرح ان کی جھولی میں آگری، اور انہیں دل و جان سے پسند بھی آگئی۔

زینی ابھی تک ناراض تھی، اور زارون کو سمجھ نہیں آ رہی تھی، اسے کیسے منائے۔ بہت سوچنے کے بعد اس نے مسیح کیا۔

عقل مند ہے وہ شخص جو ناراض نہیں ہوتا۔

یہ کیا بھیجا ہیں تم نے؟ فوراً ہی جواب آیا۔

تم ناراض تھی نا، اس لیے بھیجا ہیں۔

ناراض تھی ، تو منع لو۔

میں نے آج تک کسی لڑکی کو نہیں منایا ، نا مجھے لڑکیوں کو منانا آتا ہے۔

وہ بے بسی سے بولا ۔

لڑکیوں کو نہیں منانا ، صرف مجھے منانا ہیں ، چلو میں تمہاری مدد کرتی ہوں ، جو پوچھوں ، اس کا

جواب دیتے جاؤ۔

میرے ساتھ ٹائم گزارنا اچھا لگتا ہیں ؟

ہاں

مجھ سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہیں ؟

ہاں

میں اچھی لگتی ہوں ؟

ہاں

بے اختیار جواب دینے کے بعد وہ خود حیران رہ گیا ، کب اسے زینی اچھی لگنے لگی پتا ہی نہیں چلا ، اور اب تو وہ ماما کی بھی پسند تھی ، جلد ہی زینی کے پیرنٹس اس کے گھر آنے والے تھے ۔ اور اسے یقین تھا ، وہ انکار نہیں کریں گے ۔

پھر سب کچھ طے ہوتا گیا ، آج زارون اور زینی کی منگنی تھی ۔

گولڈن کلر کے لہنگے میں زینی کوئی آسمانی حور لگ رہی تھی ۔

زارون بھی بلیک تھری پیس میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

زارون کیا تحفہ لائے ہو میرے لیے ؟

زینی نے اسٹیج پے اپنے ساتھ بیٹھے زارون سے پوچھا ؟

ممانے انگوٹھی دی ہیں ، تمہارے لیے ۔

وہ تو آنٹی نے دی ہے ، تم خود کیا لائے ہو۔ پہلے ہی تم میری منہ دکھائی کھا چکے ہو۔

لیکن اس بار میں گفٹ ضرور لوں گی ۔

آج رات کو تم میرے گھر آؤ گے ، میرا گفٹ لے کر ۔

نہیں زینی میں کیسے آؤں گا ، تمہارے گھر ؟

ویسے ہی جیسے میں آتی تھی ، دیوار پھلانگ کر ۔

مگر مجھے دیوار پھلانگنی نہیں آتی ۔

یہ میرا مسئلہ نہیں ہیں ، بس تم آج رات آرہے ہو ، مجھ سے ملنے ۔

رات بارہ بجے منگنی کا فنکشن ختم ہوا ، اور سب ہوٹل سے گھر کے لیے نکلے ۔

زینی کا گھر

رات کے دو بجنے والے تھے ، زینی کا غصے سے برا حال تھا ، اتنی دیر ہو گئی ، زارون ابھی تک

نہیں آیا ۔

زارون کہاں ہو تم ؟ اس نے غصے میں کال ملائی ۔

زینی میں آدھے گھنٹے سے تمہارے گھر کے گیٹ پے کھڑا ہوں۔ اندر کیسے آؤں؟
تم روکو میں آتی ہوں، وہ سرپیٹ کے بولی۔

چوکیدار سو رہا تھا، اس نے آہستہ سے گیٹ کھول کے زارون کو اندر بلایا۔
شکر ہے تم آئے تو، ورنہ میں امید ہی کھونے لگی تھی، اب یہ بتاؤ، گفٹ لائے ہو میرا؟
مجھے پتا نہیں تھا، تمہیں کیا پسند ہیں، اس لیے میں یہ لایا ہوں۔

اس نے شاپر میں ہاتھ ڈال کے کیچر، کاجل، لپ اسٹک، چوکلٹ، کاپیکٹ، بلیک کلر کا
سوٹ، اور پھولوں کا بکے نکالا، تمہیں اس میں سے جو اچھا لگتا ہے، لے لو۔
کیوں باقی چیزیں کسی اور کو دینی ہیں؟
وہ غصے سے گھور کے بولی۔

نہیں۔۔ نہیں سب تمہارے لیے ہیں۔
پہلی بار تم میرے لیے کچھ لائے ہو، اس لیے مجھے ساری چیزیں پسند ہے۔
اچھا یہ بتاؤ، تم اتنی دیر سے باہر کیوں کھڑے تھے، دیوار پھلانگ کے اندر آ جاتے۔
زینی اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے بولی۔
میں دیوار پھلانگ کے نہیں آ سکتا۔

کیوں نہیں آ سکتے، میں بھی تو تم سے ملنے دیوار ٹاپ کے آیا کرتی تھی، تم بھی آؤ گے، جب تک
ہماری شادی نہیں ہو جاتی۔

میں دیوار نہیں ٹاپ سکتا زینی، بات سمجھنے کی کوشش کرو۔
فکر مت کرو زارون، میں ہوں نا، میں تمہیں دیوار کودنا سیکھاؤں گی۔
آئی شامت زارون کی، بروسلی کی بہن کے ہاتھوں، اب تو ساری عمر بچارے کی ایسے ہی گزرنی
تھی۔

دو ماہ بعد ان کی شادی رکھی گئی تھی۔

تینوں لوگوں نے مل کے طے کیا تھا، کہ وہ نکاح کے بارے میں دونوں ماؤں کو کچھ نہیں
بتائیں گے، کیونکہ تینوں کا ان دونوں عورتوں کے ہاتھوں ذلیل ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔
اس وقت منظر کچھ یوں ہیں، کہ زینی زارون کو دیوار پے چڑھنا سیکھا رہی ہے۔
امید ہیں، جب تک شادی ہوگی، زارون بہت کچھ سیکھ جائے گا۔

ختم شد